شرعی قواعد و ضوابط کی روشنی میں مصنوعی گوشت (Lab Grown Meat) کے بنیادی احکامات

از

محمد معاذ اشرف

فاضل و متخصص فی الفقہ والافتاء

جامعہ دار العلوم کراچی

مولانا معاذ اشرف صاحب
نبیرۂ مفتی اعظم حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب

شرعی قواعد وضوابط کی روشنی میں مصنوعی گوشت (Lab Grown Meat) کے بنیادی احکامات

(پہلی قسط)

آجکل مصنوعی گوشت کا چلن ہوتا جارہا ہے۔ اسی موضوع پر عزیزم مولوی معاذ اشرف سلمہٗ نے
جو تحریر لکھی ہے، اس میں بندہ کا مشورہ بھی شامل رہا ہے اور بفضلہ تعالیٰ موضوع کی
اچھی تحقیق اس تحریر میں آگئی ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ علماء وطلبہ کیلئے مفید ہوگی۔ محمد تقی عثمانی

تعارف

اسلام بلا شبہ ایک ایسا دین ہے جس میں زندگی کا کوئی پہلو خدائی احکامات اور نبوی تعلیمات سے خالی نہیں۔اور کیونکہ یہ دین قیامت تک باقی رہنے کے لئے ہے اس لئے اس کے احکامات اور قوانین وضوابط ایسے ہیں کہ ہر دور میں اس دین پر عمل کرنا ممکن ہے ۔ بحیثیت مسلمان ہم حلال غذا استعمال کرنے کے پابند ہیں۔لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں کسی بھی حرام اور ناجائز عنصر سے پاک حلال غذا استعمال کرنا مسلمانوں کے لئے کسی چیلنج سے کم نہیں رہا، کیونکہ بے شمار اشیاء خرو نوش اور ان میں شامل لاتعداد اجزائے ترکیبی نے حلال وحرام کے مابین فرق کو بہت دشوار بنا دیا ہے۔اس کی بنیادی وجہ کثرت سے

حرام اجزاء کا عام استعمال ہے جس نے موجودہ دور میں اکثر اشیاءِ خورونوش اور ان کے اجزائے ترکیبی کے بارے میں یہ اطمینان چھین لیا ہے کہ یہ مکمل طور پر حلال ہیں۔ لہٰذا ایک عرصہ سے اس کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ مختلف اشیاء اور اور ان کے اجزائے ترکیبی پر تحقیق کی جائے تاکہ ان کا حلال یا حرام ہونا واضح ہو سکے۔ یہ تحقیقی مقالہ بھی ضرورت کے اسی تقاضے کو پورا کرنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش اور مقالے کو لکھنے کا بنیادی محرّک بھی ہے۔ مصنوعی گوشت بھی نئی دریافت یا ایجادات میں سے ایک ہے، جو فوڈ اور میڈیکل سائنس کی مشترکہ کاوش ہے اور کئی طرح کی ٹیکنالوجی وغیرہ کے استعمال سے وجود میں آتا ہے، نیز اس وقت فوڈ سائنس اور حلال کے میدان میں تحقیق اور توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔

اس مقالے کا بنیادی موضوع تو مصنوعی گوشت کی حلت وحرمت سے متعلق تحقیق پیش کرنا ہے، لیکن کیونکہ مصنوعی گوشت کی حلت وحرمت کا دارومدار بہت سی ان چیزوں پر ہے جو اس میں شامل ہیں، مثلاً یعنی اسٹیم سیلز (Stem Cells) جو مصنوعی گوشت کی بنیاد ہیں، اور دیگر اجزاء وغیرہ۔

لہٰذا اس مقالے میں سب سے پہلے اسٹیم سیلز (Stem Cells) یعنی "الخلاية الجذعية" سے بحث کی گئی ہے، کیونکہ فی الحال مصنوعی گوشت اسی سے تیار کیا جارہا ہے، پھر اس میں اسٹیم سیلز کی اقسام اور ان کے حصول کے ذرائع کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اس کے بعد مصنوعی گوشت پر گفتگو کی گئی ہے، جس میں اس کے بنیادی مراحل، طریقہ کار، اور استعمال ہونے والے اجزاء ترکیبی کو بیان کرنے کے بعد آخر میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ مصنوعی گوشت کا استعمال حلال ہے یا نہیں؟ اور آیا اس میں استحالہ کا تحقق ہوتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ علماء کرام اور ماہرین فن کے غور وفکر کے لیے یہ مقالہ پیش کیا جارہا ہے۔

اللہ رب العزت اس ادنیٰ کوشش کو اپنے کامل فضل سے قبول ومنظور فرمائیں۔ آمین۔

اسٹیم خلیات (Stem Cells) کا تعارف

اسٹیم خلیات کے اصل اور بنیادی مآخذ تین طرح کے ہوتے ہیں:

۱۔ انسان

۲۔ جانور

۳۔ پودے وغیرہ

حلال اور حرام کی بحث کا اصل تعلق زیادہ تر جانداروں سے حاصل کئے گئے اسٹیم خلیات سے ہے، لہٰذا

اس مقالے میں جانداروں ہی کے اسٹیم خلیات پر گفتگو کی جائے گی، پھر انسانوں اور جانوروں کے اسٹیم خلیات کی ماہیت اور بنیادی حقائق کیونکہ تقریباً ایک جیسے ہیں، لہٰذا یہاں اسٹیم خلیات کی ان بنیادی باتوں کو ذکر کیا جارہا ہے جو عمومی طور پر انسانوں اور جانوروں، دونوں کے اسٹیم خلیات کو شامل ہیں۔

اگر ہم جانداروں کے اسٹیم خلیات کی بات کریں تو جاندار کی پیدائش کی ابتداء درحقیقت ایک خلیے سے ہوتی ہے جس کو اصطلاح میں زائی گوٹ (Zygote) کہا جاتا ہے، اس ایک خلیے سے پھر مزید خلیات وجود میں آتے ہیں، یہاں تک کہ استقرارِ حمل کے کچھ دن بعد خلیات کا ایک مجموعہ بلاسٹوسسٹ (Blastocyst) وجود میں آتا ہے، اس مجموعے کے خلیات کو عربی زبان میں ''خلایا جذعیہ'' یا ''خلایا جذریہ'' اور انگریزی زبان میں Stem cells کہا جاتا ہے ،یہ غیر متمایزہ (Undifferentiated) خلیات ہوتے ہیں جو کہ متمایزہ (Differentiated) خلیات میں تشکیل پانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، یعنی اس حالت میں کسی بھی قسم کے عضو اور دیگر خلیات بنانے کی صلاحیت ان میں موجود ہوتی ہے(۱)۔ سمجھنے کے لیے آسانی کی غرض سے ایک نقشہ نیچے دیا جارہا ہے۔

البتہ مذکورہ صلاحیت کے اعتبار سے یہ خلیات بنیادی طور پر تین طرح کے ہوتے ہیں:

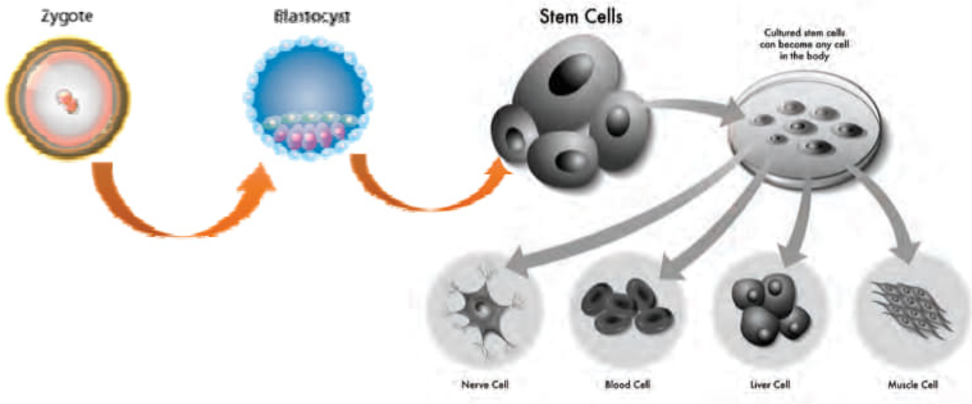

(۱)Rjnish Kumar, Anju Sharma, Ashoke Kmuar Pattnaik"Stem cells: An overview with respect to cardiovascular and renal disease"Journal of Natural Science, Biology and Medicine), Dec-July 2010Vol. 1_1)43_52.

(۱)۔ خلية جذعية كاملة القدرة(Totipotent Stem cell)

(۲)۔ خلية جذعية وافرة القدرة(Pluripotent Stem cells)

(۳)۔ خلية جذعية متعددة القدرات(Multipotent Stem Cells)

ان میں پہلی قسم کے خلیات میں کسی بھی عضو مثلاً دل، دماغ، جگر، جلد وغیرہ کے خلیات میں تبدیل ہونے اور ان کو بنانے کی صلاحیت منجانب اللہ موجود ہوتی ہے، یہاں تک کہ یہ ایک مکمل انسان یا جاندار بنا سکتے ہیں، جیسا کہ جڑواں بچے درحقیقت اسی قسم کے خلیات کے دو حصوں میں تقسیم ہوجانے کی بدولت اپنی تخلیق کا آغاز کرتے ہیں، اسی طرح یہ کسی بھی قسم کے نسیج (Tissue) بنا سکتے ہیں۔

پھر پہلی قسم کے جذعی خلیات سے دوسری قسم کے خلیات بنتے ہیں، ان میں بھی اعضاء بنانے کی صلاحیت قریب قریب ویسی ہی ہوتی ہے البتہ یہ ہر قسم کے نسیجی خلیات نہیں بنا سکتے، بلکہ اس میں کچھ مستثنیات ہیں۔ تیسری قسم کے جذعی خلیات صرف اپنے سے قریبی ساخت اور خصوصیات کے حامل خلیات وغیرہ میں تبدیل ہو سکتے ہیں، ان میں تخلیقی صلاحیت پہلے دو قسم کے خلیات سے کم ہوتی ہے۔ ان تینوں قسم کے خلیات میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ جب یہ متمایزہ خلیات میں تبدیل ہوجاتے ہیں تو پھر یہ صرف اسی قسم کے خلیات پیدا کرنے کے اہل ہوتے ہیں(۱) مثلاً اگر ایک بار یہ دل یا دماغ کے خلیات میں تبدیل ہوگئے تو اس کے بعد یہ صرف دل یا دماغ ہی کے خلیات بنا سکتے ہیں، دل والے خلیات دماغی خلیات بنانے یا ان کی مرمت کا کام انجام نہیں دے سکتے جیسا کہ دماغی خلیات دل کے خلیات کی تخلیق اور مرمت سے عاجز ہوتے ہیں۔ خلیات کی اس شکل کو "واحد فعولی" (Unipotent) خلیات کہا جا سکتا ہے، یہ وہ خلیات ہوتے ہیں جو صرف ایک طرح کے خلیات بنا سکتے ہیں۔

اس ساری تفصیل سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ان خلایا الجذعیہ کی دو بنیادی خصوصیات ہیں:

---

(۱)Rudolf Jaenisch, Richard young",Stem Cell, the Molecular Circuitry of Pluripotency and Nuclear Re-programming XXCell Press 132,no. 4)Feb 2008(: 567-582.

(۱)۔ یہ اللہ رب العزت کی دی ہوئی قدرت کی وجہ سے اعضاء وغیرہ کو بنانے کا کام انجام دیتے ہیں

(۲)۔ یہ اعضاء کی مرمت کا کام انجام دیتے ہیں

ان کی یہی دو خصوصیات درحقیقت ان سے علاج اور مصنوعی گوشت وغیرہ کی تیاری کا کام لینے کی بنیاد ہیں۔ حصول کے اعتبار سے جذعی خلیات دو طرح کے ہوتے ہیں(۱):

(۱)۔ جنینی جذعی خلیات(Embryonic Stem Cells)

(۲)۔ بالغ جذعی خلیات(Adult Stem Cells)

جنینی جذعی خلیات جنین سے حاصل کئے جاتے ہیں اور یہ درحقیقت اوپر بیان کردہ خلیات کی دوسری قسم میں سے ہیں یعنی یہ ''خلايا جذعية وافرة القدرة''(Pluripotent Stem cells) ہیں، ان کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے۔

دوسری طرف بالغ جذعی خلیات بالغوں یا بچوں سے حاصل کئے جاتے ہیں، ان کے ذریعہ سے علاج وغیرہ کا کام برسوں سے جاری ہے اگرچہ ان کی صلاحیتیں محدود ہیں، کیونکہ یہ اعضاء بنانے کے بجائے زیادہ تر ان کی مرمت کا کام انجام دیتے ہیں، اسی وجہ سے ان کو اگر ''خلية جذعية متعددة القدرات'' (Multipotent Stem Cells) کہا جائے تو غلط نہیں، کیونکہ اگرچہ ان میں بھی بعض خلیات ''پلوری پوٹینٹ'' ہوتے ہیں یعنی ''خلايا جذعية وافرة القدرة''، مگر ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔

اسٹیم خلیات کے حصول کے ذرائع:

جنینی جذعی خلیات

ان دونوں طرح کے خلیات کے ذرائع مختلف ہو سکتے ہیں، لیکن عام طور پر مذکورہ ذرائع سے حاصل کیے جاتے ہیں:

۱۔۔ابتدائی جنین (Embryo) سے جب کہ وہ بلاسٹیولا (Blastula) مرحلہ میں ہو(یہ وہ مرحلہ

(۱)"Stem Cells Basic" National Institutes of Health(Apr 2015:)1-26.
"Stem Cells Research" Biospectrum, ttp ://www.biospectrum.com

ہوتا ہے جس میں اوپر بیان کردہ بنیادی خلیات پائے جاتے ہیں)۔

۲۔۔حمل کے کسی بھی مرحلے میں ساقط شدہ جنین (Miscarried Fetus) سے۔

بالغ جذعی خلیات

(۱)۔ہڈیوں کے گودے(Bone Marrow) سے۔

(۲)۔بالوں کی جڑوں (Hair Follicle) سے۔

(۳)۔چمڑے کے نیچے چربی دار خلیوں(Fat cells) سے(۱)۔

جانوروں سے حاصل کردہ اسٹیم خلیات کا حکم:

جانوروں کے اسٹیم خلیات کا استعمال یوں تو اور بھی چیزوں میں ہورہا ہے مگر ان میں جو چیز سب سے زیادہ قابلِ ذکر ہے ،اورآجکل موضوعِ بحث ہے،وہ مصنوعی گوشت ہے۔

مصنوعی گوشت

مصنوعی گوشت کو''Cultured Meat''،''Synthetic Meat''،"Lab Grown Meat"''Cell Cultured Meat''،''Clean Meat''،اور''In Vitro Meat'' کہا جاتا ہے،یہ گوشت قدرتی طور پر کسی جانور کے اندر نشونما نہیں پاتا بلکہ جانور سے اسٹیم خلیات لے کر مصنوعی طور پر لیبارٹری میں اس کو تیار کیا جاتا ہے(۲)،اس خاص طریقہ کار کو''Cell Culture'' کہا جاتا ہے،یعنی وہ طریقہ کار جس میں خلیات اپنے قدرتی ماحول کے بجائے خاص مصنوعی نظام کے تحت پرورش پاتے ہیں۔ مصنوعی طور پر گوشت بنانے کا کامیاب تجربہ سب سے پہلے ڈاکٹر مارک پوسٹ(Dr.Mark Post) نے کیا چنانچہ انہوں نے ۲۰۱۳ء میں ایک بیف برگر (Beef Burger) تیار کیا ،یہ برگر گائے کے اسٹیم خلیات لے کر لیبارٹری میں بنایا گیا تھا اور بعد ازاں لندن میں ایک تقریب کے اندر کھایا گیا۔اس پہلے

---

(۱)۔دیکھئے:جدید فقہی مباحث(کراچی،ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ،۲۰۰۹ء)۹۹:۲۰۔

(۲).Wim Verbeke, Pierre Sans, Ellen J Van Loo"Challenges and prospects for consumer acceptance of cultured meat"Journal of Natural Science, Biology and Medicine 14,no. 2)2015(: 285-286.

کامیاب تجربے کے بعد سے اب تک بہت سی کمپنیاں وجود میں آچکی ہیں جو مصنوعی گوشت کی تیاری میں مصروف عمل ہیں، نیز اسی طرح مختلف لوگوں کی طرف سے یہ دعوے منظرِ عام پر آچکے ہیں کہ وہ عنقریب اس مصنوعی گوشت سے تیار کردہ مختلف کھانے کی اشیاء متعارف کروائیں گے(۱)۔ اسٹیم سیلز کو اس مقصد یعنی مصنوعی گوشت کی تیاری میں استعمال کرنے کی وجہ وہی ہے جو پیچھے ذکر کی گئی ہے، یعنی ان میں مختلف سیلز میں ڈھلنے اور اعضاء بنانے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔

مصنوعی گوشت کی تیاری

مصنوعی گوشت کئی مراحل طے کرنے کے بعد وجود میں آتا ہے اور اس کی تیاری میں کئی طرح کی تکنیک اور ٹیکنالوجی کو استعمال کیا جاتا ہے مثلاً ٹشو انجنئرینگ، سیل کلچر وغیرہ۔ اور ابھی تک اس پر مسلسل تحقیق بھی جاری ہے، اور نئے نئے طریقے متعارف کروائے جا رہے ہیں، تاہم اس کی تیاری کے بنیادی مراحل کچھ اس طرح ہوتے ہیں:

۱۔ پہلا مرحلہ جانوروں سے اسٹیم خلیات کے حصول کا ہوتا ہے اور عام طور پر یہ بالغ جذعی خلیات یا جنینی جذعی خلیات ہوتے ہیں، اس کے لیے جانور کو ذبح کرنا ضروری نہیں ہوتا بلکہ زندہ جانوروں سے بھی لیے جاسکتے ہیں۔ یہ جانور حلال بھی ہوسکتے ہیں جیسے کہ گائے مرغی وغیرہ، اور حرام بھی جیسے کہ سور وغیرہ۔ جانور کے کس حصہ سے اسٹیم سیلز لینے ہیں عام طور پر اس کا مدار اس بات پر ہوتا ہے کہ کس قسم کا گوشت بنانا مقصود ہے۔

.(۱)Pallab“,World’s first lab-grown burger is eaten in London” BBC News, August 5,2013, http ://www.bbc.com/news/science-environment-23576143)Accessed March 23,2017(Jacob Bunge“,Sizzling Steaks May Soon Be Lab Grown” The Wall Street Journal,February 1,2016, https ://www.wsj.com/articles/sizzling-steaks-may-soon-be-lab-grown-1454302862

(Accessed March 23,2017)

۲۔ اس کے بعد ان خلیات کو بائیو-ری ایکٹر (Bioreactors) میں رکھا جاتا ہے، جو کلچر میڈیا (Culture Media) پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ خاص اس جیسا ماحول مہیا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو ان سیلز کو کسی زندہ جاندار کے اندر مل سکتا ہے۔ نیز اس میں ان کو وہ غذائی اجزاء یعنی "Nutrients" بھی مہیا کیے جاتے ہیں جو ان کی افزائش میں معاون ہوتے ہیں۔ ان اجزاء میں Antibiotics, Vitamins,Amino Acids وغیرہ نیز گروتھ فیکٹرز، ہارمونز، سپلیمنٹس اور مختلف پروٹین شامل ہوتے ہیں۔ گروتھ میڈیم (Growth Medium) کے طور پر عام طور سے "Fetal Bovine Serum" استعمال ہوتا ہے، جو گائے وغیرہ کے جنین کے خون سے لیے جاتے ہیں، البتہ کچھ اداروں کے متعلق یہ سننے میں آیا ہے کہ انہوں نے اس "سیرم" کا استعمال بند کردیا ہے یا مستقبل قریب میں کردیں گے۔ البتہ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ سیل کلچر کے لیے سیرم ابھی تک عام طور پر جانوروں کے ہی جنین سے لیے جاتے ہیں، اگرچہ مشروم، پودوں اور مصنوعی کیمیکل سے بنے ہوئے میڈیم کی خبریں بھی گردش میں ہیں اور تحقیقات کی حد تک ان میں کامیابی بھی ہوئی ہے، تاہم بندے کی معلومات کے مطابق ابھی تک اس کے استعمال کے شواہد موجود نہیں ہیں۔ عام طور پر یہی بنیادی اجزاء ہوتے ہیں، لیکن ان کے علاوہ دیگر اجزاء بھی شامل کیے جاتے ہیں اور اجزاء کا دارومدار اس بات پر بھی ہوسکتا ہے کہ کس تکنیک کے تحت اس گوشت کو بنایا جارہا ہے۔ بہرحال اس مرحلہ پر مزید خلیات وجود میں آتے ہیں اور یہ طریقہ کار ٹشو (Tissue) کی تخلیق میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اسی طریقہ کار کے ذریعہ پٹھوں کے ریشے (Muscle Fibers) بنائے جاتے جو بعد میں گوشت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

۳۔ گوشت کو خاص ساخت اور شکل میں ڈھالنے کے لیے ایک ڈھانچہ بنایا جاتا ہے، جو عموماً کھانے کے قابل یعنی "Edible" اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے، یہ اجزاء جانوروں سے کشید کردہ بھی ہوسکتے ہیں، جیسے جیلاٹین وغیرہ اور مصنوعی بھی ہوسکتے ہیں۔ اس ڈھانچہ کو "scaffold" اور اس طریقہ کار کو "scaffolding" کہا جاتا ہے۔

یہ محض سیلز کو جوڑے رکھنے میں معاون نہیں ہوتا بلکہ ان کی مزید افزائش میں بھی مددگار رہتا ہے اور کئی

طرح کے غذائی اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے(1)۔عام طور پر مصنوعی گوشت کی تیاری کے جو مراحل ہوتے ہیں،آسانی کی غرض اس کا ایک بالکل بنیادی سا خاکہ یہاں پیش کیا جارہا ہے جو Bloomberg سے لیا گیا ہے۔

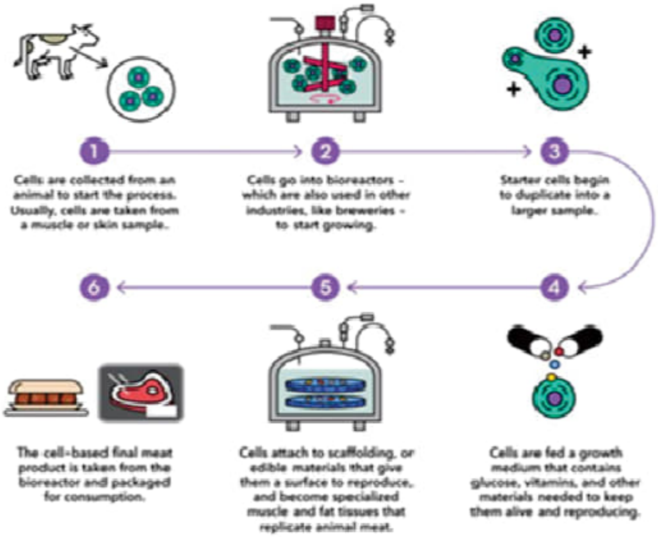

Source: Educated Choices Program

Bloomberg Government

---

(1). D.J. Siegelbaum"In Search of A Test-Tube Hamburger"Time, April 23,2008, http ://content.time.com/time/health/article/0,8599,1734630,00.html?imw=Y(Accessed March 24,2017)

Jennifer Mishler"Why Do Some Critics Call it Lab-Grown Meat" https ://sentientmedia.org/lab-grown-meat/ June 21,2023,

Sibhghatulla Shaikh, Eunju Lee, Khurshid Ahmad, Syed-Sayeed Ahmad, Heejin Chun, Jeongho Lim, Yongho Lee, and Inho Choi"Cell Types Used for Cultured Meat Production and the Importance of Myokines" National Library of Medicine, National Center for Biotechnology Information, Foods. 2021Sep 2910)10(: 2318.doi: 10.3390/foods10102318.PMID: 34681367PMCID: PMC8534705. https ://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC8534705/

Elliot Swartz, Ph.D).LEAD SCIENTIST, CULTIVATED MEAT(Claire Bomkamp, Ph.D).LEAD SCIENTIST, CULTIVATED MEATSEAFOOD"(The science of cultivated meat".Good Food Institute. https ://gfi.org/science/the-science-of-cultivated-meat/

"Lab grown meat: how it is made and what are the pros and cons" The European Food Information Council(EUFIC(March 17,2023

https ://www.eufic.org/en/food-production/article/lab-grown-meat-how-it-is-made-and-what-are-the-pros-and-cons

Mohammad Naqib Hamdan, Mark Post, Mohd Anuar Ramli, Mohd Khairy Kamarudin, Mohd Farhan Md Ariffin, Nek Mohd Farid Zaman Huri"Cultured Meat: Islamic and Other Religious Perspectives" International Journal of Islamic and Civilizational Studies June 30, 2021https ://doi.org/10.11113/umran2021.8n2.475

Sghaier Chiriki, Jean Francois"The Myth of Cultured Meat: A Review" The Frontier February 07,2020,https ://doi.org/10.3389/fnut.2020.00007

جاری ہے-----

☆☆☆

مولانا معاذ اشرف صاحب
نبیرۂ مفتی اعظم حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب رحمہ اللہ

شرعی قواعد وضوابط کی روشنی میں مصنوعی گوشت (Lab Grown Meat) کے بنیادی احکامات

(آخری قسط)

مصنوعی گوشت کی شرعی حیثیت:

مصنوعی گوشت کی شرعی حیثیت متعین کرنے کے لیے اوپر بیان کردہ تفصیلات کی روشنی میں چند باتوں کو دیکھنا ضروری ہے:

۱۔ سیلز کا ماخذ کیا ہے؟

۲۔ بایوری ایکٹر، کلچر میڈیا اور اسکاف فولڈ کن اجزاء پر مشتمل ہیں؟

۳۔ کیا اس میں استحالہ (Change of State) ہوتا ہے؟

۱۔ سیلز کا ماخذ

سیلز کے ماخذ میں مختلف احتمالات ہیں:

(۱)۔ حرام جانور سے لیا جائے:

ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ یہ سیلز حرام جانور کا جزء ہیں، لہٰذا نہ سیلز خود حلال ہوں گے نہ ان سے تیار کردہ گوشت حلال ہوگا۔

(۲)۔ شرعی طریقہ کے مطابق ذبح شدہ جانوروں کے حلال اجزاء سے لیا جائے:

ایسی صورت میں یہ سیلز بذاتِ خود حلال ہوں گے اور اگر مزید کسی حرام یا نجس چیز کی آمیزش نہ ہو تو تیار کردہ گوشت بھی حلال ہوگا، اس پر مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۳)۔ شرعی طریقہ کے مطابق ذبح شدہ جانوروں کے حرام اجزاء سے لیا جائے:

ایسی صورت میں یہ سیلز نہ خود حلال ہوں گے نہ ان سے تیار کردہ گوشت حلال ہوگا۔ یہ حرام اجزاء فقہاء کی صراحت کے مطابق سات ہیں[8]:

1۔ دمِ مسفوح یعنی بہنے والا خون۔ 2۔ پیشاب کی جگہ (نر و مادہ کی)۔ 3۔ خصیے۔
4۔ پاخانے کی جگہ۔ 5۔ غدود۔ 6۔ مثانہ (پیشاب کی تھیلی)۔ 7۔ پِتّا۔

8۔ حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (6/ 311) مَا يَحْرُمُ أَكْلُهُ مِنْ أَجْزَاءِ الْحَيَوَانِ الْمَأْكُولِ سَبْعَةٌ: الدَّمُ الْمَسْفُوحُ وَالذَّكَرُ وَالْأُنْثَيَانِ وَالْقُبُلُ وَالْغُدَّةُ وَالْمَثَانَةُ وَالْمَرَارَةُ بَدَائِعُ

(۴)۔زندہ یا غیر شرعی طریقہ پر مذبوحہ حلال جانوروں (مردار) سے لیے جائیں:

یہ بات تو معلوم ہے کہ جو جانور غیر شرعی طریقہ پر ذبح کیا گیا ہو شرعاً وہ مردار کے حکم میں ہوتا ہے، اب تک کی معلومات کے مطابق زندہ جانوروں سے لیے جانے کا عمل بائیوآپسی کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے۔

زندہ حلال جانوروں یا ان حلال جانوروں سے جو شرعی طریقہ کے مطابق ذبح نہ کیے گئے ہوں، خلیات لینے کا مسئلہ قابل غور ہے۔ دراصل اس مسئلہ کا دارومدار اس بات پر ہے کہ آیا یہ خلیات حلال جانور کے ان اجزاء سے لیے جارہے ہیں جن میں حیات موجود ہوتی ہے، یا ان اجزاء سے جن میں حیات نہیں ہوتی؟

(۱)۔اگر خلیات ان اجزاء سے لیے جاتے ہیں جن میں حیات حلول کرتی ہے تو شرعاً ایسے خلیات بھی حلال نہیں ہوں گے۔ مردار سے لینے کی صورت میں تو بات واضح ہے، اور زندہ جانور سے اس کی حیات کی حالت میں جو جز الگ کیا جائے حدیث کی روشنی میں وہ بھی حرام ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ:

"ما أبين من الحي، فهو ميت"[9]

یعنی زندہ جاندار سے اس کی حیات میں الگ کیا گیا جز مردار کے حکم میں ہے جو کہ نجس اور حرام ہے۔

البتہ خود دودھ کی حلت قرآن کریم سے واضح ہے، جبکہ وہ بھی جاندار کی حیات ہی میں اس سے لیا جاتا ہے مگر اس کے باوجود حلال ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حدیث میں ذکر کردہ یہ حکم اس اطلاق کے ساتھ نہیں ہے، چنانچہ فقہاء کرام، خصوصاً احناف کی تصریحات کے مطابق وہ اجزاء ان میں شامل نہیں جن میں حیات حلول نہیں کرتی[10]۔ یعنی مثلاً سینگ، پر، اون اور بال وغیرہ، ان اجزاء کو فقہاء احناف نے طاہر یعنی پاک قرار دیا ہے اور عموماً اس کی دو وجوہات بیان کی جاتی ہیں:

۱۔جب ان میں سرے سے حیات حلول ہی نہیں کرتی تو ان پر موت کا حکم لگانے کے کوئی معنی نہیں۔

۲۔موت بذات خود نجاست کی بنیاد نہیں، بلکہ نجاست بہنے والے خون اور ناپاک رطوبات کی وجہ سے ہے جب کہ ان اجزاء میں دونوں ہی نہیں پائی جاتیں۔

البتہ یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ عام طور پر فقہاء کرام نے ایسے اجزاء کے لیے حلال کے بجائے طاہر کا لفظ استعمال فرمایا ہے، جبکہ کسی چیز کا پاک ہونا اس کے حلال ہونے کی دلیل نہیں ہوتی، جیسے مٹی پاک تو ہے لیکن حلال نہیں[11]۔ لہٰذا ان اجزکا طاہر ہونا تو ثابت ہو جاتا ہے، البتہ یہ سوال باقی رہ

---

[9]۔ **نصب الراية(4/ 317)** الحديث السادس: قال عليه السلام: "ما أبين من الحي، فهو ميت"، قلت: أخرجه أبو داود، والترمذي

[10] ۔**بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (1 / 63)** وَلِأَصْحَابِنَا طَرِيقَانِ: أَحَدُهُمَا – أَنَّ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ لَيْسَتْ بِمَيْتَةٍ؛ لِأَنَّ الْمَيْتَةَ مِنْ الْحَيَوَانِ فِي عُرْفِ الشَّرْعِ اسْمٌ لِمَا زَالَتْ حَيَاتُهُ لَا بِصُنْعِ أَحَدٍ مِنْ الْعِبَادِ، أَوْ بِصُنْعٍ غَيْرِ مَشْرُوعٍ وَلَا حَيَاةَ فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ فَلَا تَكُونُ مَيْتَةً، وَالثَّانِي – أَنَّ نَجَاسَةَ الْمَيْتَاتِ لَيْسَتْ لِأَعْيَانِهَا بَلْ لِمَا فِيهَا مِنْ الدِّمَاءِ السَّائِلَةِ وَالرُّطُوبَاتِ النَّجِسَةِ وَلَمْ تُوجَدْ فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ، وَعَلَى هَذَا مَا أُبِينَ مِنْ الْحَيِّ مِنْ هَذِهِ الْأَجْزَاءِ وَإِنْ كَانَ الْمُبَانُ جُزْءًا فِيهِ دَمٌ كَالْيَدِ وَالْأُذُنِ وَالْأَنْفِ وَنَحْوِهَا، فَهُوَ نَجِسٌ بِالْإِجْمَاعِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ دَمٌ كَالشَّعْرِ وَالصُّوفِ وَالظُّفُرِ وَنَحْوِهَا، فَهُوَ عَلَى الِاخْتِلَافِ

[11]۔**الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (1 /209)** (قَوْلُهُ طَاهِرٌ حَلَالٌ) ؛ لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ دَمًا فَقَدْ تَغَيَّرَ فَيَصِيرُ طَاهِرًا كَرَمَادِ الْعَذِرَةِ خَانِيَّةٌ، وَالْمُرَادُ بِالتَّغَيُّرِ الِاسْتِحَالَةُ إلَى الطَّيِّبَةِ وَهِيَ مِنْ الْمُطَهِّرَاتِ عِنْدَنَا، وَزَادَ قَوْلَهُ حَلَالٌ؛ لِأَنَّهُ لَا يَلْزَمُ مِنْ الطَّهَارَةِ الْحِلُّ كَمَا فِي التُّرَابِ مِنَحٌ

جاتا ہے کہ حلال بھی ہیں یا نہیں؟ باوجود تلاش کے فقہاء کرام کے ہاں ان کے حرام ہونے کی تو صراحت نہیں ملی جبکہ دوسری طرف یہ بکثرت ہوتا ہے کہ فقہاء کرام حلال اور طاہر کے الفاظ کو ایک دوسرے کی جگہ استعمال فرماتے ہیں البتہ امام دار قطنیؒ نے حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت نقل فرمائی ہے جس کو امام بیہقیؒ نے بھی نقل فرمایا ہے اور اس روایت میں ان اجزاء کے لیے حلال کا لفظ استعمال ہوا ہے[12]:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ " إِنَّمَا حُرِّمَ مِنَ الْمَيْتَةِ مَا يُؤْكَلُ مِنْهَا وَهُوَ اللَّحْمُ فَأَمَّا الْجِلْدُ وَالسِّنُّ وَالْعَظْمُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوفُ فَهُوَ حَلَالٌ "

اگرچہ اس کی سند میں موجود ایک راوی ابو بکر الہذلی ضعیف ہیں، جیسا کہ خود امام دار قطنیؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے۔

اسی طرح بعض مقامات پر طاہر کے بجائے ان اجزاء کے لیے حلال کا لفظ فقہاء کرام کے ہاں استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً النتف فی الفتاویٰ میں ان اجزاء کے لیے حلال کا لفظ استعمال کیا گیا ہے[13]:

ما يحل من الميتة

قال ويحل من الميتة خمسة عشر شيئا الا الخنزير---

1 – الصوف 2 والوبر 3 والشعر 4 والقرن 5 والسن 6 والظفر 7 والعظم 8 والظلف في قول الفقهاء وابي عبد الله وفي قول الشافعي لا يحل والعاشر الجلد إذا دبغ فقد طهر في قول الفقهاء وابي عبد الله وفي قول مالك وابي ثور لا يحل الجلد وان دبغ والحادي عشر البيضة والثاني عشر اللبن حلال في قول ابي حنيفة وابي عبد الله لان الموت لا يلحقه---الخ

اسی طرح جہاں فقہاء کرام نے انفحہ (Rennet) کی بحث کی ہے وہاں امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ لکھا ہے کہ ان کے نزدیک یہ پاک ہے، اور دلائل میں سے ایک دلیل یہی ذکر فرمائی ہے کہ اس میں حیات حلول نہیں کرتی، اور ظاہر ہے کہ انفحہ میں اصل بحث اس کے کھانے ہی سے متعلق ہے۔

منحة الخالق (1/ 113)

يعني إنفحة الميتة جامدة كانت أو مائعة طاهرة عند أبي حنيفة وكذا لبنها أما الإنفحة الجامدة؛ فلأن الحياة لم تحل فيه--الخ

چنانچہ یہ بھی ان اجزاء کے حلال ہونے کی ایک وجہ ترجیح ہے جن میں حیات حلول نہیں کرتی۔ نیز بہشتی زیور میں بطور ضمیمہ شامل، طبّی جوہر (ص ۱۰۳) میں ایک مسئلہ کے تحت یہ مذکور ہے کہ:

"اور ایسا جز کاٹ کر کام میں لانا جو غیر ذی حس ہو جیسے زندہ ہاتھی کا دانت کاٹ لیں، یا بکری کے بال کاٹ لیں تو یہ پاک ہے، اگر حلال جانور کا جز ہو تو کھانا بھی حلال ہے"

اس سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجزاء پاک بھی ہیں اور حلال بھی ہیں کیونکہ حرام ہونے کی کوئی صراحت نہیں ملی جبکہ اس کے برعکس طاہر اور حلال ہونے سے متعلق شواہد اور تصریحات موجود ہیں۔ نیز جامعہ دار العلوم کراچی سے حال ہی میں ایک فتویٰ بھیڑ کی اون کے حوالے سے جاری ہوا ہے، اس میں راجح اسی کو قرار دیا گیا ہے کہ ایسے اجزاء نہ صرف پاک ہیں بلکہ بظاہر حلال بھی ہیں۔

(۲)۔ چنانچہ اگر مصنوعی گوشت کے لیے خلیات حلال جانور کے ایسے اجزاء سے لیے جائیں جن میں حیات موجود نہیں ہوتی تو ایسے خلیات کو حلال سمجھنا چاہیئے، بشرطیکہ ان میں کسی اور حرام چیز کی آمیزش نہ ہو۔

12۔ السنن الکبری للبیہقی جلد ۱ ص ۳۷، سنن الدار قطنی جلد ۱ ص ۶۷

13 جلد 1 ص 233

اسٹیم خلیات کی حلت وحرمت سے متعلق چند سوالات

البتہ یہاں مختلف سوالات اسٹیم خلیات سے متعلق مصنوعی گوشت کی بحث میں پیدا ہوتے ہیں:

ا۔ کیا یہ اتنے چھوٹے خلیات جو عام انسانی آنکھ سے بغیر آلات کے نظر نہیں آتے، ایسے ہیں کہ ان پر حلت وحرمت کا حکم لگایا جاسکے؟

۲۔ کیا بذاتِ خود ان خلیات میں "ماتحلہ الحیات" یا "مالاتحلہ الحیات کی بحث نہیں کی جائیگی؟

۳۔ کیا ان کی مشابہت بیکٹیریا اور وائرس وغیرہ سے نہیں ہے؟ کیونکہ وہ بھی بغیر کسی آلات کی مدد کے نہیں دیکھے جاسکتے؟ اور بیکٹیریا وغیرہ کو حلال کہاجاتا ہے، اگر یہ بیکٹیریا وغیرہ سے مشابہہ ہیں، تو ان کو بھی حلال کہنا چاہیئے۔

جہاں تک پہلے اور دوسرے سوال کا تعلق ہے تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی حلت وحرمت، پاکی وناپاکی میں اس جزء کے تابع ہوں گے جس کا یہ حصہ ہیں۔ اس کی مثال یہ ہو سکتی ہے کہ جیسے مثلاً خون ہے، اگر خون کا کوئی جزء الگ کر لیا جائے تو اس جزء پر خون ہی کے احکامات جاری ہوں گے۔ ورنہ اگر یہ کہا جائے کہ خون تو اصل میں مختلف سیلز وغیرہ کے مجموعے کا نام ہے، اگر اس کا کوئی جزء الگ کر لیا جائے تو وہ خون نہیں بلکہ اس پر الگ سے حلت وحرمت کا حکم لگنا چاہیئے، تو یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی ہے تو اس لیے کہ ان خلیات کی الگ سے کوئی شناخت یا حیثیت نہیں بلکہ یہ اعضاء وغیرہ کا حصہ ہیں پھر یہ کہ یہ کلیہ ہر حرام وناپاک چیز میں جاری ہوگا، جو یقیناً شریعت کا مقصود نہیں۔ کیونکہ اس طرح تو کوئی حرام چیز حرام نہیں رہے گی، اور حلال وحرام کے احکامات محض کھیل کود ہی بن کر رہ جائیں گے۔ نیز آگے بحث آرہی ہے کہ تجزیہ یا استخلاص، یعنی کسی مجموعے سے کسی جزء کو الگ الگ کرنے سے استحالہ نہیں ہوتا، جس کا مطلب یہی ہے کہ اس جزء پر مجموعے سے الگ ہونے کے بعد وہی حکم اب بھی لگے گا جو مجموعہ کا جزء ہونے کے وقت اس پر جاری ہوتا تھا۔ لہٰذا درست بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ اپنی حلت وحرمت میں اس عضو یا بدن کے اس حصے کے تابع ہوں گے جس کا یہ جزء ہیں۔

جب یہ خلیات اس عضو یا مرکب کے تابع ہیں جن کا یہ جزء ہیں، تو "ماتحلہ الحیات ومالاتحلہ الحیات" کے مسائل میں بھی یہ اسی مرکب یا مجموعے کہ تابع ہوں گے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی عضو ماتحلہ الحیات میں داخل ہے، تو کیا اس بات کی تحقیق کی جائے گی کہ اس خاص عضو کے کتنے سیلز یا اکائیوں میں حیات ہے؟ یا ایک چھوٹی سے چھوٹی اکائی میں بھی حیات کا تحقق ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے شریعت نے ہمیں ان تدقیقات کا مکلف نہیں بنایا اور نہ یہ شریعت کے مقاصد یا مزاج کے مطابق ہے۔ مثلاً گوشت ہے، جو بدن کا ایسا جزء ہے جس میں فقہاء وماہرین کی تصریحات کے مطابق حیات موجود ہے، تو اس گوشت کے ایک ایک سیل یا ہر ہر اکائی کے اندر حیات وغیرہ کی تحقیق نہیں کی جائے گی، بلکہ گوشت کے ہر ہر جزء پر وہی حکم لگے گا جو گوشت پہ لگتا ہے، لہٰذا یہ کہا جائے گا کہ گوشت کیونکہ ماتحلہ الحیات میں داخل ہے چنانچہ اس کا ہر جزء ماتحلہ الحیات میں داخل ہوگا۔ البتہ یہاں یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ فقہاء کرام نے بھی ایک ہی جانور کے مختلف حصوں کے متعلق ان میں حیات ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تحقیق فرمائی ہے، لہٰذا یہاں بھی اس طرح کی تحقیق ممکن ہے۔ اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ فقہاء کرام نے ایک مکمل عضو یا حصے کے متعلق تو یہ بحث فرمائی ہے، مثلاً سینگ، پر، اون اور بال وغیرہ کیونکہ ان اجزاء کا معلوم ومحسوس ہونا بالکل ظاہر ہے، اور ایسے اجزاء میں ظاہری طور پر آپس میں فرق بھی کھلی آنکھوں واضح ہے۔ جبکہ یہاں ایک ہی جزء کے اندر پائے جانے والے مختلف اجزاء پر الگ سے تحقیقِ حیات کی بات ہو رہی ہے اور وہ اجزاء بھی اتنے چھوٹے ہیں کہ اس جیسے دوسرے اجزاء سے ان کی تمیز کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں، اور پھر ان میں حیات وعدم حیات کی بحث مزید علمی اور

فنی گہرائی کا تقاضہ کرتی ہے، نیز اگر اس طرح حلال و حرام کے سلسلے میں تحقیق کا باب کھل گیا تو یہ تحقیق کبھی ختم نہیں ہوگی، کیونکہ پھر یہ خلیے مزید چھوٹے چھوٹے اجزاء سے مرکب ہیں، تو کیا ان اجزاء میں بھی یہی تحقیق کی جائے گی اور یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا؟ یقیناً ہم اس کے مکلف نہیں اور نہ یہ تدقیقات مقصود ہیں اور نہ اس کی فی الحال کوئی حاجت ہے۔ لہٰذا ان دونوں صورتوں میں یہ فرق بالکل واضح ہے۔ چنانچہ پہلے دو سوالوں کا جواب یہی ہے کہ بظاہر یہ خلیات اس جزء کے تابع ہوں گے جن کا یہ حصہ ہیں، اگر اس جزء میں حیات موجود ہے تو ان میں بھی حیات کا موجود ہونا تسلیم کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

جہاں تک تیسرا سوال ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیکٹیریا عام طور پر جزو بدن نہیں ہوتا بلکہ وہ خود اپنی ایک الگ شناخت اور حیثیت رکھتا ہے، چنانچہ وہ آسانی سے عام طور پر ایک بدن سے دوسرے بدن اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے اور پانی، مٹی جانداروں اور مختلف اجسام میں رہتا ہے، یہی حال وائرس وغیرہ کا ہے۔ جبکہ اسٹیم خلیات جسم اور عضو وغیرہ کا نہ صرف یہ کہ حصہ ہوتے ہیں بلکہ ان کے لیے بنیاد ہوتے ہیں اور یہ اس طرح اپنی الگ شناخت یا حیثیت نہیں رکھتے، نہ یہ بیکٹیریا وغیرہ کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتے ہیں۔

جنینی جذمی خلیات(Embryonic Stem Sells)اور بالغ جذمی خلیات(Adult Stem Sells):

یہاں ایک بات قابل غور ہے، اور وہ یہ کہ عام طور پر جن خلیات کی مدد سے مصنوعی گوشت تیار کیا جاتا ہے یہ دو طرح کے ہو سکتے ہیں، جیسا کہ شروع میں بھی عرض کیا گیا تھا۔ یعنی Embryonic Stem Sells یا Adult Stem Sells

اوپر مصنوعی گوشت کے لیے خلیات کے مآخذ کے حوالے سے جتنی بحث ہوئی ہے اس کا تعلق Adult Stem Sells سے ہو سکتا ہے، لیکن اگر یہ خلیات Embryonic Stem Sells لیے جائیں تو اس کا واحد مطلب یہ ہے کہ یہ جنین سے حاصل کیے گئے ہیں، اور ایسی صورت میں یہ Blastocyst مرحلہ سے لیے جاتے ہیں، یعنی جب جنین چند گھنٹوں یا چند دنوں کا ہو اور تحقیق کے مطابق یہ وہی مرحلہ ہوتا ہے جس کو قرآن کریم نے "علقہ" فرمایا ہے[14]۔ ایسی صورت میں اوپر بیان کردہ تفصیل کے مطابق زندہ حلال جانور یا غیر شرعی طریقہ کے مطابق ذبح کیے گئے جانور سے لینے کی صورت میں یہ سیلز حلال نہیں ہو سکتے۔ البتہ جس جانور کو شرعی طریقے کے مطابق ذبح کیا گیا ہو اس کے جنین سے اگر یہ لیے جائیں تو بظاہر اس میں ذکاۃ الجنین کے احکامات جاری ہونے چاہئیں، یعنی اگر ماں کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے مرا ہوا جنین نکل آئے، تو آیا صرف ماں کو ذبح کرنا بچے کے حلال ہونے کے لیے بھی کافی ہوگا؟ اس مسئلہ میں فقہاء کرام نے کلام کیا ہے، اور اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، خود احناف کے اس میں دو قول ہیں۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بحث اس صورت میں ہے جب کہ جنین کامل الخلقۃ ہو، ورنہ وہ "مضغہ" ہوگا جو کہ خون ہے، اور خون حلال نہیں، چنانچہ مبسوط میں ہے:

---

[14]. *"How is Cultivated Meat is Made?"* https://www.whatiscultivatedmeat.com | Mohd Izhar Ariff Mohd Kashim, Alia Aryssa Abdul Haris, Sahilah Abd. Mutalib, Nurina Anua, Safiyyah Shahimi *"Scientific and Islamic perspectives in relation to the Halal status of cultured meat"* Saudi journal of Biological Sciences November 15, 2022 www.sciencedirect.com

تفسیر الرازی جلد ۲۳ ص ۲۶۴ ، الجزیرہ —علی الصلابی "سرُّ الإعجاز الإلهي في النشأة الجنينية والخلق.. عِظة وعِبرة لكل إنسان"–

https://www.aljazeera.net/blogs/2019/10/31/سر-الإعجاز-الإلهي-في-النشأة-الجنينية

المبسوط للسرخسي (12/ 5)

قال (ومن ذبح شـــاة، أو غيرها فخرج من بطنها جنين ميت لم يؤكل الجنين) في قول أبي حنيفة وزفر وهو قول إبراهيم وحكم بن عيينة – رحمهم الله –.

وقال أبو يوسـف ومحمد والشـافعي –رحمهمالله – يؤكل. إلا أنه روي عن محمد –رحمه الله – أنه قال إنما يؤكل الجنين إذا أشـعر وتمت خلقته. فأما قبل ذلك فهو بمنزلة المضـغة فلا يؤكل۔۔الخ

اور علامہ ابو بکر الحداد (صاحب الجوہرۃ النیرۃ) فرماتے ہیں:

الجوهرة النيرة على مختصر القدوري (2/ 184)

وإنما الخلاف فيما إذا خرج ميتا وإنما شـــرط أن يكون كامل الخلق لأنه إذا لم يكمل فهو كالمضغة، والدم فلا يحل أكله الخ

اور ہمارے مسئلہ میں تو جنین مضغہ سے بھی پہلے والے مرحلہ میں ہے، لہٰذا خلیات اگر جنین سے لیے جارہے ہیں تو ممکنہ تینوں صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں بھی یہ خلیات حلال نہیں، سوائے اس کے کہ گوشت بننے کے مراحل میں استحالہ ہو جائے۔اس پر گفتگو انشاء اللہ آگے آرہی ہے۔

۲۔ بائیوری ایکٹر، کلچر میڈیااور اسکاف فولڈ کے اجزاء

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، ان میں موجود اجزاء میں مثلاً جنین کے خون سے حاصل کردہ سیرم بھی ہو سکتا ہے، جو کہ ظاہر ہے حرام ہے۔اسی طرح عام طور پر امینوایسیڈ (Amino Acid) بھی ہوتے ہیں، جن کا ماخذ حلال اور حرام دونوں طرح کا ہو سکتا ہے۔اسی طرح اسکاف فولڈ میں عموماً جیلاٹین اور کولاجین ہوتے ہیں، جو کہ حرام اور حلال دونوں طرح کے ہو سکتے ہیں۔ نیز اس کے علاوہ بھی مختلف اجزاء ہو سکتے ہیں، اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تھا، کہ مصنوعی گوشت بنانے کے طریقہ کار اور ان میں شامل کیے جانے والے اجزاء میں تبدیلیاں اور نئی نئی تحقیقات سامنے آرہی ہیں۔ مثلاً جیسے جنین سے مأخوذ سیرم سے متعلق خبریں گردش میں ہیں کہ اب ایسے سیرم کی تیاری پر تحقیقات ہو رہی ہیں جو جانور سے مأخوذ نہ ہو۔اسی طرح کی خبریں اسکاف فولڈ کے متعلق بھی ہیں کہ اس کی متعدد اقسام سامنے آرہی ہیں، جن میں کچھ ایسی بھی ہو سکتی ہیں جو جانوروں کے اجزاء سے پاک ہوں جیسے مشروم اور نباتات وغیرہ پر مشتمل اسکاف فولڈ[15]۔ لہٰذا یقینی طور پر فی الحال یہ کہنا مشکل ہے کہ مزید کون کون سے اجزاء مصنوعی گوشت میں موجود ہیں۔ لہٰذا یہاں اصولی طور پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہ اجزاء حلال ہوں اور خلیات وغیرہ بھی پیچھے بیان کردہ بحث کے مطابق حلال ہوں، تو مصنوعی گوشت بھی حلال ہوگا بشرطیکہ حرام ہونے کی کوئی وجہ مثلاً مضر صحت ہونا وغیرہ نہ پائی جائے۔

۳۔ کیا مصنوعی گوشت میں استحالہ ہوتا ہے؟

استحالہ یعنی "انقلاب ماہیت" کی بحث حلال و حرام کی شاید مشکل ترین مباحث میں سے ایک ہے۔ آج بے شمار اشیاء ایسی موجود ہیں جن کی حلت و حرمت کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ آیا ان اشیاء میں انقلاب ماہیت ہوا ہے یا

15۔ حوالہ بالا "How is Cultivated Meat is Made?"

نہیں؟انقلاب ماہیت آسان الفاظ میں یہ ہے کہ کسی چیز کی حقیقت وماہیت بالکل بدل جائے اور وہ ایک نئی چیز کے طور پر اپنا وجود قائم کر لے۔ اس حقیقت وماہیت کی تبدیلی سے بعض اوقات چیزوں کے احکام بھی بدل جاتے ہیں، مثلاً نجس چیز پاک اور حرام چیز حلال ہو جاتی ہے۔ خود تخلیق انسانی اس کی سب سے بڑی مثال ہے اور قرآن کریم نے اس کو سورہ مؤمنون میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا۔
ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ۔فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ(آیت 14)

آیت کا حاصل یہ ہے کہ تخلیق انسانی کی ابتداء کس طرح ایک ناپاک چیز سے ہوتی ہے اور پھر مختلف مراحل اور تبدیلیوں کے بعد وہ ایک نئی صورت یعنی انسان میں تبدیل ہو جاتا ہے جو نجس نہیں، یہی حال حلال جانوروں کا ہے۔

فقہاء کی کتابوں میں بھی اس کی مختلف مثالیں ملتی ہیں:

۱۔ شراب کا سرکہ بن جانا کہ وہ سرکہ حلال ہے، اگرچہ شراب حرام تھی

۲۔ انگور اور اس کے رس کا شراب بن جانا، کہ انگور اور اسکا رس حلال تھے، لیکن شراب میں تبدیل ہو کر وہی شراب حرام قرار پائی

۳۔ انسان جو حلال چیزیں کھاتا پیتا ہے، یہی جب فضلات میں بدلتی ہیں تو ناپاک اور حرام ہو جاتی ہیں

۴۔ گدھے کا نمک کی کان میں دب کر نمک میں تبدیل ہو جانا، کہ وہ نمک حلال ہے

۵۔ نجاسات کا مٹی میں تبدیل ہو جانا، ایسی مٹی پاک ہوتی ہے

۶۔ گوبر وغیرہ کا جل کر راکھ ہو جانا

۷۔ ناپاک چربی سے صابن بن جانا

۸۔ خون سے مشک بن جانا[16]

غرض اسکی بہت سی مثالیں ہمیں فقہاءکرام کے کلام ملتی ہیں۔ لیکن عموماً اس بحث میں کسی نتیجے پر پہنچنے میں بہت سی دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے۔ مثلاً، اس کی جامع ومانع تعریف یا شرائط وقیود کہیں اس طرح منضبط طور پر نہیں ملتے کہ اکیلے ان کو معیار بنایا جا سکے۔ دوسرے یہ کہ آجکل نت نئی صورتوں کے متعلق یہ اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ آیا یہاں انقلاب ماہیت کا تحقق ہوا یا نہیں؟ یا کس قسم کی تبدیلی پر انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جائے گا؟ پھر سائنسی یا کیمیائی طور پر اس معاملہ میں جتنا غور کیا جاتا ہے معاملہ اتنا ہی پیچیدہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ لہٰذا استحالہ کا باب ایسا ہے کہ اس میں بہت سوچ سمجھ کر ماہرین کی آراء اور عرف کو سامنے رکھ کر ہی کوئی فیصلہ کرنا ممکن ہو سکتا ہے۔ نیز اس موضوع کی تفصیلات بہت طویل ہیں، جن کا احاطہ کرنا اس مضمون میں ممکن نہیں، البتہ بہت زیادہ تفصیلات میں جائے بغیر مختصراً کچھ گزارشات درج ذیل ہیں، جن کی روشنی میں نتائج اخذ کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

اس میں سب سے پہلے تو استحالہ یا انقلاب ماہیت کی تعریف ہے، چنانچہ لغت میں انقلاب ماہیت کی تعریف مختلف الفاظ میں کی جاتی ہے مثلاً:

(۱)۔ الاستحالة في اللغة هي الانقلاب والتغير من حال إلى حال. أو هي تغير الشيء عن طبعه ووصفه (لسان العرب للابن منظور 11/188، المصباح المنير : للفيومي 1 / 73)

(۲)۔ "التبدل من حال إلى حال عدم الامكان۔۔۔ تغير ماهية الشيء تغيرا لا يقبل الاعادة، ومنه: الاستحالة مزيلة للنجاسة، كاستحالة العذرة إلى رماد" (معجم لغة الفقهاء ص: 59)

[16]۔ حاشیۃ ابن عابدین 316/1، البحر الرائق 224/1،

(۳)۔ الاستحالة أن يخلع الشيء صورته ويلبس صورته ويلبس صورة أخرى مثل الطعام الذي يصير دماً في الكبد (مفاتيح العلوم للخوارزمي 161/1)

حاصل ان تعریفات کا یہ ہے کہ کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کا اسطرح بدل جانا کہ اس کی طبعیت اور اوصاف تک تبدیل ہو جائیں، انقلاب ماہیت کہلاتا ہے۔

انہی معنی کی رعایت فقہاء کرام کے کلام سے بھی واضح ہے، چنانچہ علامہ شامی استحالہ کی بحث میں فرماتے ہیں:

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (1/ 316)

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ الْعِلَّةَ عِنْدَ مُحَمَّدٍ هِيَ التَّغَيُّرُ وَانْقِلَابُ الْحَقِيقَةِ وَأَنَّهُ يُفْتَى بِهِ لِلْبَلْوَى كَمَا عُلِمَ مِمَّا مَرَّ، وَمُقْتَضَاهُ عَدَمُ اخْتِصَاصِ ذَلِكَ الْحُكْمِ بِالصَّابُونِ، فَيَدْخُلُ فِيهِ كُلُّ مَا كَانَ فِيهِ تَغَيُّرٌ وَانْقِلَابُ حَقِيقَةٍ۔۔۔۔۔۔۔بِخِلَافِ نَحْوِ خَمْرٍ صَارَ خَلًّا وَحِمَارٍ وَقَعَ فِي مَمْلَحَةٍ فَصَارَ مِلْحًا، وَكَذَا دُرْدِيُّ خَمْرٍ صَارَ طِرْطِيرًا وَعَذِرَةٌ صَارَتْ رَمَادًا أَوْ حَمْأَةً، فَإِنَّ ذَلِكَ كُلَّهُ انْقِلَابُ حَقِيقَةٍ إلَى حَقِيقَةٍ أُخْرَى لَا مُجَرَّدُ انْقِلَابِ وَصْفٍ كَمَا سَيَأْتِي – وَاَللَّهُ أَعْلَمُ۔

اکابرین سے بھی انقلاب ماہیت کے لیے تقریباً اسی طرح کی تعبیرات منقول ہیں، جنکا حاصل یہی ہے کہ ایک چیز کی حقیقت کا اس طرح بدل جانا کہ وہ بالکل ایک مختلف چیز بن جائے، یعنی اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے۔

لیکن بہر حال یہ سوال اپنی جگہ باقی رہتا ہے کہ کس قسم کی تبدیلی یا تبدیلی کے کس مرحلہ پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ انقلاب ماہیت ہے اور چیز اپنی حقیقت سے نکل کر کسی اور حقیقت میں تبدیل ہو گئی ہے۔ کیونکہ تبدیلیاں مختلف قسم کی ہو سکتی ہیں، مثلاً شکل و صورت میں تبدیلی، نام میں تبدیلی، خاص اوصاف و صفات یا عناصر میں تبدیلی وغیرہ۔ سیدی وسندی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے ایک فقہی محاضرہ میں جو طلبہ تخصص فی الافتاء کے لیے تھا، انقلاب ماہیت ہی پر بہت وقیع کلام فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ:

"اشیاء کے اندر تبدیلیاں کئی طرح کی ہو سکتی ہیں، کیمیائی اعتبار سے بھی ان کی مختلف اقسام ہو سکتی ہیں مثلاً:

۱۔ Change of Properties

۲۔ Molecular Change

۳۔ Chemical Change

لیکن ان میں کسی بھی ایک تبدیلی کو معیار بنانا ممکن نہیں، کیونکہ فقہاء کرام نے جو انقلاب ماہیت کی مثالیں پیش کی ہیں وہ کہیں نہ کہیں ان میں سے کسی ایک کے معیار بننے سے مانع ہیں۔ اور پھر اس قسم کی تدقیقات میں جانا اور کیمیاء کا علم حاصل کرنا ہر کسی کے لیے ممکن نہیں، اور نہ شریعت نے احکامات کا دار و مدار اس قسم کی تدقیقات پر رکھا ہے اور نہ ہم اس کے مکلف ہیں، بلکہ شریعت کا مزاج ایسے معاملات میں یہ ہے کہ دار و مدار عرف متفاہم بین الناس پر رکھا جاتا ہے۔ ہاں البتہ علامات کی حد تک مثلاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس چیز کا نام اس طرح بدل گیا ہو کہ لوگوں کا ذہن اس نئی چیز کو دیکھ کر پرانی (اصل) چیز کی طرف نہ جاتا ہو۔ یا یہ کہ مثلاً اگر اس چیز کی حقیقت کے متعلق سوال کیا جائے کہ "یہ کیا ہے؟" تو کیا جواب وہی ملتا ہے جو اس کی اصل حقیقت ہے یا کچھ اور؟ اگر جواب اس کی اصل حقیقت کے علاوہ کچھ اور ملتا ہے تو سمجھا جائے گا کہ حقیقت بدل گئی ہے۔ لیکن اس کو معیار بنانا کہ ہر ہر فرد اور جزئیہ پر یہ منطبق ہو کہ کہاں یہ چیز عرف عام میں اپنی حقیقت بدل چکی ہے اور کہاں نہیں، تو اس کا یہ انطباق اہل فن کی

رائے پر موقوف ہوگا۔ یعنی اہل فن بھی اس کو وہی سابقہ چیز سمجھتے ہیں یا نہیں؟ جہاں اہل فن بھی اس کو بالکل نئی چیز سمجھتے ہوں اور یہ سمجھتے ہوں کہ اصل حقیقت بالکل بدل گئی ہے، تو ایسی صورت میں وثوق کے ساتھ انقلاب ماہیت کے متعلق کچھ کہنا ممکن ہو سکے گا۔"

بہر حال انقلاب ماہیت کی کوئی جامع و مانع تعریف تو اگرچہ ایسی نہیں کہ جس سے استحالہ کا مسئلہ مکمل طور پر حل ہو جاتا ہو، مگر کم سے کم کچھ نکات ایسے ضرور ہو سکتے ہیں جن سے نتیجہ تک پہنچنے میں آسانی ہو جائے۔ فقہاء کرام کی عبارات کی روشنی میں نیز عصر حاضر میں جن حضرات نے اس موضوع پر کام کیا ہے، ان کی تحقیقات کی روشنی میں جو نکات سمجھ میں آتے ہیں سہولت کی غرض سے یہاں لکھے جا رہے ہیں:

۱۔ انقلاب ماہیت کی وجہ سے کسی حرام چیز کا حلال ہونا یا ناپاک چیز کا پاک ہونا اسی وقت ممکن ہے جب نئی حقیقت و ماہیت خود پاک اور حلال ہو۔

۲۔ اجزاء کو الگ الگ کر دینا، یا مجموعے سے کوئی جزء نکال دینا، یا کسی اور چیز کے ساتھ ان کو خلط کر دینے سے انقلاب ماہیت کا تحقق نہیں ہوتا۔

۳۔ نام کی تبدیلی انقلاب ماہیت کا معیار نہیں، ہاں علامت ہو سکتی ہے۔

۴۔ صرف صورت اور صفت کا بدل جانا انقلاب ماہیت کا معیار نہیں، جیسے جامد کا سیال میں بدل جانا۔

۵۔ کسی ایک چیز کی مخصوص صفات میں تبدیلی بعض اوقات اس چیز کے لیے انقلاب ماہیت کا ذریعہ تو ہو سکتی ہے لیکن ہر چیز میں اس صفت کی تبدیلی کو انقلاب ماہیت کا معیار بنانا درست نہیں کیونکہ انقلاب ماہیت میں حقیقت و ماہیت کی تبدیلی اصل ہے، اور حقائق ہر چیز کے مختلف ہوتے ہیں اور اسی حساب سے اوصاف بھی۔ [17]

جہاں تک مصنوعی گوشت میں استحالہ کا تعلق ہے تو یہ بحث اس میں دو جگہ ممکن ہے۔ ایک اس مرحلہ پر جب خلیات کے حصول کا ذریعہ حلال نہ ہو یعنی اس صورت میں جبکہ خلیہ زندہ حلال جانور کے ایسے اجزاء سے لیا جائے جن میں حیات حلول کرتی ہے۔ چنانچہ اگر حلال جانور سے لیا جائے تو سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ خلیات کیونکہ اب مکمل گوشت کی شکل اختیار کر گئے ہیں، اس لیے انقلاب ماہیت ہو گیا، لہٰذا اگرچہ خلیات حلال نہیں تھے، لیکن انقلاب ماہیت کے بعد اب جو گوشت ہمارے سامنے ہے اس کو حلال قرار دینا چاہیئے۔ نیز اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ عام حالات میں بھی جانوروں کی ابتداء نطفہ سے ہوتی ہے، جو ناپاک ہوتا ہے لیکن جب ان کی خلقت مکمل ہو جاتی ہے تو وہ پاک اور حلال تصور کیے جاتے ہیں۔ جیسے انسان کے متعلق خود قرآن کریم نے بھی انہی مرحلوں کا ذکر فرمایا ہے، جس پر اوپر گفتگو گزر چکی ہے۔

لیکن اس میں تین باتیں قابل غور ہیں:

۱۔ نطفہ بذاتِ خود خون اور پھر گوشت وغیرہ میں تبدیل ہو کر اپنی حقیقت بالکلیہ بدلیتا ہے۔ اور اسکا پہلا وجود بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ جبکہ مصنوعی گوشت میں بظاہر ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ شروع میں بیان کردہ اسٹیم خلیات کی تفصیلات کی روشنی میں اور بندے کی ذاتی معلومات کی حد تک جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ بنیادی خلیات سے مزید خلیات بنتے جاتے ہیں اور پھر وہ خلیات گوشت وغیرہ بناتے ہیں یا گوشت میں بدل جاتے ہیں، اگرچہ اصل خلیات بھی اعضاء وغیرہ میں تبدیل ہو سکتے ہیں، لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ یہ خلیات گوشت میں موجود ہی نہ ہوں اور ان کا اپنا وجود ختم ہو جائے۔

---

[17] ۔ حاشیۃ ابن عابدین 316/1، اعلام الموقعین لابن الجوزی 298/1 محاضرہ شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحبؒ دامت برکاتہم (غیر مطبوعہ)، کفایت المفتی جلد ۳ ص ۴۰۰ نیز اس موضوع پر فقہاء کرام کی مزید تفصیلی عبارات اور امثلہ کے حوالہ جات کے لیے دیکھیے کتاب حلال و حرام از مولانا سید عابد شاہ صاحب، غذائی اشیاء حلت و حرمت کے شرعی اصول و احکام از ڈاکٹر مولانا غازی عبد الرحمٰن قاسمی صاحب، اور کتاب فقہ الحلال (حلال آگہی کونسل)

۲۔ نیز اگر ہم یہ مانتے ہیں کہ اس میں استحالہ ہوا ہے تو لازم آئے گا کہ پھر حرام جانور مثلاً خنزیر کے خلیات سے تیار کردہ مصنوعی گوشت بھی حلال ہو، جو ظاہر ہے کہ درست نہیں۔ اور یہاں یہ اشکال نہیں ہونا چاہیئے کہ حرام جانور سے گوشت لینے کی صورت میں استحالہ اس لیے ممکن نہیں کہ اوپر بیان کردہ نکات میں سے نکتہ نمبر ا کے تحت یہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ حاصل ہونے والی ماہیت بھی حرام نہ ہو، ورنہ حرام حلال نہیں ہوگا، جبکہ یہاں خنزیر کے خلیات خنزیر کے گوشت میں تبدیل ہو رہے ہیں، اور دونوں ہی حرام ہیں، لہٰذا یہاں استحالہ نہیں، جبکہ ہماری صورت میں جانور حلال ہے اور استحالہ کے بعد بھی گوشت حلال جانور کا ہے۔ یہ اشکال اس لیے درست نہیں کیونکہ جب ہم نے ایک بار یہ قرار دے دیا کہ خلیات وغیرہ میں استحالہ ہو جاتا ہے، تو اب استحالہ کے بعد تو وہ گوشت خنزیر کے جسم کا حصہ رہا ہی نہیں، کیونکہ اس کی پرورش اس کے جسم سے باہر رہ کر ہوئی ہے، اور جو خلیہ خنزیر کا تھا اس میں استحالہ پہلے ہی مانا جا چکا ہے۔ لہٰذا پھر خنزیر کے خلیہ سے تیار کردہ مصنوعی گوشت حلال ہونا چاہیئے، جس کا کوئی قائل نہیں، کیونکہ اس گوشت کو ہر کوئی خنزیر ہی کا گوشت قرار دیتا ہے، اور یہ بذاتِ خود اس بات کی علامت ہے کہ استحالہ نہیں ہوا۔ ورنہ اس گوشت کی نسبت کسی جانور کی طرف سرے سے ہونی ہی نہیں چاہیئے۔ جبکہ مصنوعی گوشت میں یہ نسبت باقی رہتی ہے، چنانچہ خنزیر کے گوشت پر خنزیر کا، مرغی کے خلیات سے تیار کردہ گوشت پر "چکن" اور گائے کے خلیات سے تیار کردہ گوشت پر "Beef" کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

۳۔ تیسری قابل غور بات یہ ہے کہ قدرتی طریقے سے جانور کی تخلیق کے بعد اس کا گوشت حلال ہونے کے لیے ذکاۃ شرط ہے، جبکہ یہاں اس کا تحقق ممکن نہیں۔ البتہ یہ اشکال یہاں ہو سکتا ہے کہ ذکاۃ سے اصل مقصود خون بہانا ہے جبکہ یہاں خون ہے نہیں، نیز ذکاۃ ان جانوروں میں ضروری ہے جو ذکاۃ کا محل ہوں، یہاں یہ تیار گوشت ذکاۃ کا محل نہیں۔ اس کے جواب میں سیدی وسندی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ علی الاطلاق یہ کہنا کہ ذکاۃ صرف خون بہانے کے لیے ہے، درست نہیں، بلکہ ذکاۃ نص "الا ما ذکیتم" سے ثابت ہے اور یہ ایک حکمِ شرعی ہے، ورنہ اگر صرف خون بہانا حلت کے لیے کافی ہوتا تو کسی بھی طرح خون بہا دینے سے جانور حلال ہو جاتا، نیز ذکاۃ کی اپنی شرائط ہیں، لہٰذا صرف خون بہانا ہی ذکاۃ نہیں ہے۔ نیز یہ کہنا کہ گوشت ذکاۃ کا محل نہیں اس لیے درست نہیں کہ جو جزء جانور سے الگ کیا گیا تو وہ جانور ذکاۃ کا محل تھا اور وہاں ذکاۃ کا تحقق ہوا نہیں۔
برخلاف اس صورت کے جب حلال جانور کے ان اجزاء سے خلیات لیے جائیں جن میں حیات حلول نہیں کرتی، کیونکہ جن اجزاء میں حیات حلول نہیں کرتی وہ وہ بغیر ذکاۃ کے بھی طاہر اور حلال ہیں لہٰذا اس صورت میں ذکاۃ شرط بھی نہیں۔

۴۔ نیز اگر یہ کہا جائے کہ لوگوں کے عرف میں عام گوشت کے متعلق کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ گوشت اسٹیم خلیات سے بنا ہے، بلکہ لوگ اسے گوشت ہی کے طور پر جانتے ہیں اور کسی کا ذہن اسٹیم خلیات کی طرف نہیں جاتا، اور یہی بات مصنوعی گوشت میں ہے۔ تو یہ بات واقعۃً عام گوشت کے سلسلے میں تو درست ہے، لیکن مصنوعی گوشت کے متعلق یہ کہنا کہ اسے کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ اسٹیم خلیات سے بنا ہے، بلکہ لوگ ایک نئی ماہیت کے طور پر اس کو جانتے ہیں اور انکا ذہن مصنوعی گوشت کا سن کر اسٹیم خلیات کی طرف نہیں جاتا، یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی جیسا کہ ابھی اوپر بھی بیان کیا گیا ہے، اور اگر ایسا ہو بھی تو خالی صرف یہ بات کہ لوگوں کا ذہن اسٹیم خلیات کی طرف نہیں جاتا، انقلاب ماہیت کی ایک

علامت تو ہو سکتی ہے لیکن معیار نہیں، جیسا کہ پیچھے ذکر گزرا ہے۔ خاص طور پر جب خود ماہرین کے ہاں یہ مسئلہ ابھی تک زیرِ بحث ہے کہ کیا واقعی یہ ہر لحاظ سے اصل گوشت ہے بھی یا نہیں؟

لہذا اگر اسٹیم خلیات زندہ حلال جانور کے ایسے اجزاء سے لیے جائیں جن میں حیات موجود ہوتی ہے، تو مصنوعی گوشت کی تیاری کے پورے عمل سے یہ نتیجہ نکالنا محلِ نظر ہے کہ اس میں کیونکہ انقلاب ماہیت کا تحقق ہوا ہے لہٰذا اس کو حلال قرار دیا جائے۔ لہٰذا درست بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس مرحلہ پر انقلاب ماہیت کا تحقق نہیں ہوتا۔

۲۔ دوسرے انقلابِ ماہیت کی بحث وہاں آتی ہے کہ جب اس میں خلیات تو حلال ہوں مگر گوشت کی تیاری کے مراحل میں ناپاک یا حرام اجزاء شامل کیے جا رہے ہوں۔ تو کیا یہاں انقلاب ماہیت کی بنیاد پر مصنوعی گوشت کو حلال کہا جائے گا؟ اس کا جواب یہی ہے کہ اس سلسلے میں ماہرین ہی کی آراء کے ساتھ ساتھ دیکھا جائے گا کہ واقعی شرعی طور پر استحالہ کا تحقق ہوا ہے یا نہیں؟ یعنی وہ حرام اجزاء اس مصنوعی گوشت کی تیاری کے دوران ختم ہو جاتے ہیں یا بالکل بدل جاتے ہیں اور حتمی شکل میں جو گوشت ہمارے سامنے آتا ہے اس میں وہ اجزاء نہیں ہوتے؟ بندے کی معلومات کی حد تک شاید کچھ اجزاء میں ایسا ہونا ممکن ہو، لیکن جیسے مثلاً پروٹین وغیرہ جو اس گوشت کا جزء بن چکے ہیں ان کے بارے میں یہ بات کہنا شاید درست نہ ہو، کیونکہ خود ماہرین مصنوعی گوشت میں پروٹین وغیرہ کے موجود ہونے کے قائل ہیں

بہر حال مصنوعی گوشت میں ان دونوں مرحلوں میں سے پہلے مرحلہ پر تو انقلاب ماہیت نہ ہونا ہی راجح معلوم ہوتا ہے اور دوسرے مرحلہ میں استحالہ کا تحقق ہوا ہے یا نہیں، اس کے متعلق کسی حتمی نتیجے پر پہنچنے کے لیے مزید تحقیق کے بعد کوئی بات کہنا ممکن ہو سکتا ہے البتہ اس مرحلہ پر بھی زیادہ رجحان اسی طرف ہوتا ہے کہ اس میں استحالہ کا تحقق نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

خلاصہ یہ کہ مصنوعی گوشت کے حلال ہونے کے لیے بے غبار بات یہی ہے کہ حلال جانور جو شرعی طریقہ کے مطابق ذبح کیا گیا ہو خلیات اسی کے حلال اجزاء سے لیے جائیں، اگر شرعی طریقہ کے مطابق ذبح کیے گئے جانور سے نہ لیے جائیں، چاہے زندہ حلال جانور سے ہی لیے جائیں تو پھر اس کے ان اجزاء سے لینا ضروری ہے جن میں حیات موجود نہیں ہوتی۔ پھر کسی بھی مرحلے پر حرام کی آمیزش نہ ہو، تو اس صورت میں اس کو حلال سمجھا جائے گا۔ ورنہ اگر اس میں حرام اجزاء ترکیبی شامل کیے گئے ہوں تو گوشت حرام ہے الا یہ کہ ان اجزاء ترکیبی میں استحالہ شرعاً ثابت ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆